International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

مذہبی فرقہ واریت، محرکات اور ممکنہ تدارک: عصری تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Religious Sectarianism, Its Causes and Possible Solution: An Analysis in Contemporary Perspective

1. Muhammad Yaqoob Gondal,
Lecturer, Department of Islamic Studies,
NUML, Multan, Pakistan
Email: riazussaeed@gmail.com

2. Dr. Riaz Ahmad Saeed,
Lecturer, Department of Islamic Studies,
NUML, Islamabad, Pakistan
Email: riazussaeed@gmail.com

To cite this article: Gondal, Muhammad Yaqoob, Dr. Riaz Ahmad Saeed "Religious Sectarianism, Its Causes and Possible Solution: An Analysis in Contemporary Perspective" International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 3, Issue No. 1 (January 1, 2021) Pages (1–17)

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 3 || January - June 2021 || P. 1-17
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/2-2-1/
Journal Homepage	www.islamicjournals.com
Published Online:	01 January 2021

ABSTRACT:

The sectarianism is the poison that hides the existence of the Muslim Ummah and causes to share the alliance of whole Muslims. This sectarianism whereas on one hand weakens the Muslims and gives it to the other side too dangerous results for the religion of Islam. That is why Allah Almighty and His Messenger ﷺ ordered the Muslim Ummah to abstain from sectarianism by practicing the Holy Quranic teachings and prophet's Sayings. In this way, the existing differences among Muslims can be ended up easily and life can be spent with love and unity. In this article, it has been advised to stay away from sectarianism due to its many losses. It has been also highlighted to avoid its all kinds as well as the curtain has been lifted from the original fact of contemporary sectarianism among the Muslims. The mentioned arguments in the article guide that Ummah must avoid all motivations and sources of sectarianism to save itself from destruction. After that, the Muslim religious scholars have been urged to act upon the possible measures and play their role in the current situation to finish the differences. And it is said also that if the mentioned steps would be taken, the culture of agility among the Muslims could be born, and eliminating hatred-based sectarianism would also possible to be ended up. As a result, the unity of Muslim Ummah would be taken care of by its all aspects.

Keywords: Religion, Sectarianism, root causes, remedy, analysis, contemporary era

1. تمہید:

اسلام دین اجتماعیت ہے جو اپنے پیروکاروں کو باہم جڑ کر رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے تمام بنیادی ارا کین کے ذریعے انھیں جسد واحد کی مانند متحد ہو کر زندگی بسر کرنے پر ابھارتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں رہنے والا مسلمان جب اپنی زبان سے **"لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ"** پڑھتاہے تو وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ وہ ہر اس شخص کا بھائی ہے جو اپنی زبان سے یہی کلمات ادا کرتا ہے۔ اسی طرح اقامت صلاۃ، ایتاء زکوۃ، فریضہ حج اور صیام رمضان جیسے اسلام کے وہ اہم ترین ارا کین ہیں جو تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی بھی علاقے، رنگ، نسل یا زبان سے تعلق رکھتے ہوں، متحد کرنے اور انھیں ایک ہی صف میں لاکھڑا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کی پہچان ہر قسم کی گروہ بندی، فرقہ واریت[1] اور مذہبی تعصبات سے بالاتر ہو کر صرف مسلمان ہونے کی بنیاد پر کروائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَجاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهادِهِ هُوَ اجْتَباكُمْ وَما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْراهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَداءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلى وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔"[2]

ترجمہ: "اور اللہ (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر (دین کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ اور تمھارے لئے تمھارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اسی نے پہلے یعنی پہلی کتابوں میں تمھارا نام مسلمان رکھا تھا۔ اور اس کتاب میں بھی وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو تا کہ پیغمبر تمھارے لئے شاہد ہوں۔ اور تم لوگوں کے بارے میں شاہد ہو۔ اور نماز پڑھو اور زکوۃ دو۔ اور اللہ کی رسی کو پکڑے رکھو۔ وہی تمھارا دوست ہے، اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے۔"

آیت کے الفاظ **"وَفِي هَذَا"** میں واضح طور پر اشارہ ہے کہ اللہ تعالی نے امت مسلمہ کا نام صرف اور صرف مسلمان رکھا ہے جو پہلی الہامی کتب اور قرآن مجید میں بھی مذکور ہے[3] عصر حاضر کے مختلف ناموں سے موسوم نہیں فرمایا۔

اسلام کی قیمتی ہدایات پر غور کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب اور ایک ہی قبلہ کو ماننے والا مسلمان ایک ہی دین کا پیروکار ہے۔ ان بنیادی ہدایات میں نہ تو فرقہ واریت کا تصور ہے اور نہ ہی فرقہ پرستی کا۔ صرف ایک ہی تصور پنہاں ہے اور وہ ہے مسلمانوں کی باہمی محبت و اجتماعیت کا۔ اسی تصور کو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بڑی تاکید سے یوں بیان فرمایا ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔"[4]

---

[1] Al-Farabi, Abu Nasr Ismail bin Hammad, As-Sahih Taj al-Lughat and Sahih al-Arabia (Dar al-Alam 1987), V.4, P1540.

(فرقہ کا لفظ دو چیزوں کو الگ الگ کرنے، گروہ اور جماعت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ "فرق" سے مشتق ہے، جس کے معنی الگ یا جدا ہونا ہے. آسان الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ فرقہ کسی بھی مذہب، جماعت، سیاسی یا مذہبی گروپ کا وہ ذیلی حصہ ہوتا ہے جو اپنے الگ خیالات و نظریات کی وجہ سے اپنی الگ پہچان رکھتا ہے)

[2] Al-Quran, 22:78.

[3] Al-Baidawi, Abdullah bin Omar, Anwar al-Tanzil wa Asrar- al-Ta'wil(House of Revival of Arab Heritage – Beirut, 1418 AH),V 4,P 80.

ترجمہ:"اور سب مل کر اللہ کی (ہدائت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور تفرقے میں نہ پڑنا، اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں میں الفت ڈال دی، اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اور اس طرح تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدائت پاجاؤ"۔

عصری تناظر میں امت مسلمہ میں موجود مذہبی فرقہ واریت کی بنیاد پر پایا جانے والا انتشار وجود مسلم کے لئے زہر قاتل ہے۔ اس لئے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اس زہر کو امت مسلمہ کے وجود میں مزید سرائت کرنے سے روکا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس معاصر مذہبی فرقہ واریت کی صورت میں موجود زہر کے محرکات کیاہیں اور اس کا تدارک کیسے ممکن ہے؟۔ اس آرٹیکل میں اس سوال کا جواب زیر بحث لا یا گیاہے۔

2. معاصر مذہبی فرقہ واریت کی دو صورتیں

عصری تناظر میں بغور جائزہ لینے کے بعد مذہبی فرقہ واریت کی درج ذیل دو صورتیں سامنے آتی ہیں۔

1۔ حسن 2۔ قبیح

پہلی صورت: یہ صورت محض رائے میں اختلاف کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے۔ ۔اس صورت کا جواز ہمیں صحیح بخاری کی ایک روایت سے ملتا ہے ۔

"عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الأَحْزَابِ: «لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ العَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ» فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ العَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذَلِكَ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُم۔"[5]

ترجمہ:"عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوہ احزاب کے دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ (یہود کے قبیلے) کے پاس پڑھو، لوگوں نے جب عصر کی نماز کا وقت راستے میں پایا تو بعض نے کہا کہ ہم بنو قریظہ کے ہاں پہنچ کر ہی نماز ادا کریں گے جبکہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم تو یہیں پڑھ لیتے ہیں ۔اس اختلاف کا ذکر جب نبی کریم ﷺ کے پاس کیا گیا تو آپ نے کسی کی بھی سرزنش نہ فرمائی"۔

---

[4] Al-Quran, 3: 103.

[5] Bukhari, , Muhammad ibn Isma'il, Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Maghazi, Bab Marja al-Nabi (Dar al-Najat al-Najat, 1422 H), Hadith 4119.

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں رائے کے اختلاف کی بنیاد پر عارضی طور پر دو یا دو سے زائد گروہوں میں تقسیم ہونا قابل مذمت نہیں جیسا کہ نماز عصر کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو گروہ بنے۔ اور نبی کریم ﷺ نے خاموشی اختیار فرما کر دونوں گروہوں کے درست ہونے کا اشارہ دیا۔ اسلام میں اس طرح کے اختلاف کی نہ صرف گنجائش رکھی گئی ہے بلکہ اسے مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسے اختلاف سے نصوص کا صحیح فہم حاصل ہوتا ہے اور انکے ظاہری معنی کے ساتھ ساتھ مرادی معنی کا بھی ادراک ہوتا ہے۔

دوسری صورت : یہ صورت پہلی صورت کی مکمل ضد ہے اس میں صرف رائے کا اختلاف ہی نہیں ہوتا بلکہ اختلاف کے ساتھ ساتھ ذاتی انانیت بھی داخل ہو جاتی ہے۔ یہ صورت نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ امت کے وجود کے لئے زہر قاتل ہونے کی وجہ سے انتہائی قباحت کی حامل ہے۔ اسی صورت کے اختیار کرنے سے دین اسلام نے سختی سے منع کیا ہے اور امت مسلمہ کو اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔[6] قرآن وحدیث میں اس قبیح صورت کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

3. قرآن وحدیث کی روشنی میں قبیح مذہبی فرقہ واریت کی مذمت

قرآن وحدیث میں انانیت اور مفاد پرستی کی بنیاد پر فرقہ واریت کی مذمت کی گئی ہے۔ کیونکہ اس صورت سے امت کا انتشار لازم آتا ہے۔ اور نہ صرف دین اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے بلکہ خود امت کا وجود ہی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ باہم نفرتیں جنم لیتی ہیں جو امت کو اس کے اصل مقصد سے کہیں دور لے جاتی ہیں اور اسے دشمنان اسلام کا نوالہ بنا دیتی ہیں۔ عصر حاضر میں فرقہ واریت کی بنیاد پر پیدا ہونے والے تنازعات کے نتائج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان باہم دست و گریبان ہیں۔ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے جھٹ سے لگا دیئے جاتے ہیں۔ ایک فرقہ سے تعلق رکھنے والا مسلمان دوسرے فرقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان کی اقتدا میں نماز جیسے اہم اور اولین فریضے کو ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس باہمی ناچاقی کے باعث مسلم امہ کا کفریہ اور طاغوتی طاقتوں پر رعب و دبدبہ ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ لہذا باہمی افتراق و انتشار کا تدارک اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت میں مضمر ہے کہ جنھوں نے مسلمانوں کے تمام تنازعات کلیتا ختم کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ ان تنازعات سے امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ فرقوں کی بنیاد پر تنازعات کھڑے کرنے کی مذمت اللہ تعالی نے یوں ارشاد فرمائی ہے:

"وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔"[7]

ترجمہ:"اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے) تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمھارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔ اور بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے"۔

اللہ تعالی نے دین میں تفرقہ ڈالنے والوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور ان کے اس کام کو انتہائی قبیح قرار دیتے ہوئے ان سے خود نمٹنے کا ارشاد فرمایا ہے اور اپنے نبی ﷺ کو ایسے لوگوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ یہ طرز عمل مسلمانوں سے پہلے یہود و نصاری نے

---

[6] Ibn Abd al-Barr, Yusuf ibn Abdullah, Jami al-Bayan al-'Ilm (Dar Ibn Al-Jawzi, Kingdom of Saudi Arabia, 1994),V 2, P 928. Mufti, Mohammad Shafi'i, Wahadat e Ummat(Khodama Al-Quran Association, 1997), p 10.

[7] Al-Quran, 8:46.

اپنایا اور اس قبیح فعل کے مرتکب ہوتے ہوئے فرقوں میں تقسیم ہو کر آپس میں لڑتے رہے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ان کی مثل نہ ہونے کی تلقین فرماتے ہوئے خبر دار کیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے :

"إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔"[8]

ترجمہ: "جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمھارا کوئی واسطہ نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ وہی ان کو بتائے گا کہ انھوں نے کیا کچھ کیا ہے"۔

اب جو شخص خود کو مسلمان کہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی طرف سے فرقہ واریت کی مذمت اپنی نظر میں رکھتے ہوئے ہر طرح کی گروہ بندی سے جدائی اختیار کرلے اور اپنی پہچان صرف مسلمان کے نام سے کرائے۔ کیونکہ فرقہ واریت کو ہوا دینے والے، مذہب کے نام پر فرقے بنا کر، امت میں تفرقہ کا باعث بننے والے نبی مکرم ﷺ کی زبان اقدس سے بدعت و ضلالت کے درجے میں ہیں۔ آپ ﷺ نے مذکورہ آیت کے حصے "إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ۔" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

"هُمْ أَهْلُ الْبِدَعِ وَأَهْلُ الشُّبَهَاتِ وَأَهْلُ الضَّلَالَةِ مِنْ هَذِهِ الأمة ۔" [9]

ترجمہ :"(دین میں تفرقہ پیدا کرنے والے) اس امت کے بدعتی، شبہات پیدا کرنے والے اور گمراہ لوگ ہیں"۔

نبی کریم ﷺ سے دین حق کی واضح تعلیمات پانے کے بعد غیر متعلق، ضمنی و فروعی مسائل کی بنیاد پر نئے نئے فرقے بنانے والوں اور فضول باتوں میں جھگڑ کر اصل دین سے ہٹ جانے والوں کو اللہ تعالی نے بڑے عذاب کی وعید سنائی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان سے سختی سے نمٹنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی مثل نہ ہونے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

"وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔"[10]

ترجمہ:"کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے جنھوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز (قیامت کے دن) سخت سزا پائیں گے۔"

مسلمانوں کی اجتماعیت کا مضبوط عصا توڑنے والا شخص شریعت اسلامیہ کی نظر میں بہت بڑا مجرم ہے۔ اس مجرم کی سزا نبی کریم ﷺ نے یوں ارشاد فرمائی:

"مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ، أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ، فَاقْتُلُوهُ۔"[11]

---

[8] Al.Quran, 2: 103.
[9] Ibn Katheer, Abu Al-Fida, Isma'il Ibn Umar, (Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Manshoorat Muhammad Ali, Beirut, 1419 H), V 3, P 339.
[10] Al-Quran, 2: 105.
[11] Al-Qushayri, Muslim Ibn Al-Hajjaj, Sahih Muslim (Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi – Beirut),V 3, P 1479, Hadith 1852.

ترجمہ:"جو شخص تمھارے پاس اس حال میں آئے کہ تمھارا معاملہ ایک آدمی کے پاس ہو (آنے والا شخص) تمھاری لاٹھی توڑنا چاہتا ہو، یا تمھاری جماعت میں تفریق ڈالنا چاہتا ہو تو اسے قتل کر دو"

اتحاد امت کا شعور بیدار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ شیطان کے راستے سے بچ کر رحمان کے راستے پر گامزن ہوا جائے۔ کیونکہ شیطان کا راستہ باہمی نفرتوں کا، جبکہ رحمان کا راستہ باہمی محبتوں کا راستہ ہے۔ شیطان کا راستہ صراط مستقیم سے ہٹ کر دائیں بائیں جانے والی پگڈنڈیوں کا راستہ ہے جبکہ رحمان کا راستہ بالکل سیدھا، صاف اور شفاف راستہ ہے۔ اس ضمن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ: «هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ هَذِهِ سُبُلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ» ثُمَّ قَرَأَ" "إِن هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ۔"12

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور (اسکی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر کچھ اس کے دائیں اور بائیں لکیریں کھینچ کر فرمایا: یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھ کر اپنی طرف بلا رہا ہے"۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"إِنِ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔"13

ترجمہ: "بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا اللہ تمھیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔"

فرقہ واریت کو پھیلانا، امت میں انتشار پیدا کرنا در حقیقت اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی مخالفت قرار پاتی ہے۔ یہ مخالفت ایک طرف تو جہنم لے جانے کا سبب بنتی ہے۔ اور دوسری طرف یہ مؤمنین کا راستہ بھی نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی سے یہ بات بالکل واضح ہے:

"وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔"14

ترجمہ:" جس شخص پر راہ ہدائت واضح ہو گئی پھر بھی وہ رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مؤمنین کے راستے کے خلاف چلتا ہے۔ ہم (دنیا) میں اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے۔ اور (آخرت) میں اسے جہنم میں دھکیل دیں گے جو برا ٹھکانا ہے"۔

---

14 Al-Shaybani, Ahmad Ibn Hanbal, Musnad(Al-Risalah Foundation, 2001),V 7,P 207, Hadith 4142.

[13] Al-Quran, 6:153.

[14] Al-Quran 4: 115.

آیت میں الفاظ "وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ۔" کا عطف "يُشَاقِقِ الرَّسُولَ۔" پر عطف تفسیری ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کی مراد ایک ہی ہے۔یعنی مؤمنین کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرنا در اصل رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہے۔[15] گویا راہ راست سے ہٹے ہوئے نئے نئے فرقے بنانا، امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کو بکھیرنا نہ صرف مومنین کے راستے کی مخالفت ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی براہ راست مخالفت کا بھی ارتکاب ہے۔ یہ ارتکاب شریعت کی نظر میں ایک عظیم گناہ اور بڑے جرم کے درجے میں ہے۔

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ اندازہ لگانا قطعا مشکل نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے امت کو باہم جوڑنے پر بہت زور دیا ہے اور فرقہ واریت جیسے ناسور سے دور رہنے کا حکم دیا ہے کیونکہ امت کی بقاو سلامتی، اور امن وترقی باہمی اتحاد و اتفاق میں ہی مضمر ہے۔

4. فرقہ واریت کا تاریخی پس منظر

نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے عرب مختلف قبائل میں تقسیم تھے۔ ایک دوسرے سے نفرت کرتے اور سال ہا سال لڑتے رہتے تھے۔ مزید یہ کہ اپنے آپ کو دیگر اقوام کی نسبت فائق خیال کرتے ہوئے عربی کہتے جبکہ دوسروں کو عجمی (گونگا) تصور کرتے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی بدولت ان کے درمیان حائل نفرتوں کے پہاڑ ہٹ گئے اور وہ ایک دوسرے سے شیر وشکر ہو گئے۔ کیونکہ انھوں نے دراصل آپ ﷺ کی تعلیمات کو سنا، سمجھا اور اس پر عمل کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے فرقہ وارانہ تصورات کو ختم کرتے ہوئے اور مساویانہ تصورات کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا"

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ (١)، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ (٢) عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى۔"[16]

ترجمہ: "اے لوگو یقینا تمہارا رب ایک ہے۔ اور تمہارا باپ ایک ہے (یعنی تم سب اصل کے اعتبار سے ایک ہو) کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر سوائے تقوی کے کوئی فضیلت حاصل نہیں"۔

یہ تھا وہ عظیم تصور جسے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے حوالے کیا اور اس پر ڈٹے رہنے کا حکم دیا۔ لیکن بد قسمتی سے امت نے اس سبق کو بھلا دیا اور اپنے آپ کو کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

سید صباح الدین عبد الرحمان نے مسلمانوں کی اس تفریق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"خلافت راشدہ کے بعد شروع ہونے والا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ سب سے پہلے شیعان علی کا فرقہ وجود میں آیا پھر اس فرقے سے کئی فرقوں نے جنم لیا جیسے فرقہ سبیہ عبد اللہ بن سبا کا متبع ہوا، فرقہ کیسانیہ مختار بن عبید ثقفی کے زیر اثر ظاہر ہوا۔ ان کے علاوہ فرقہ زیدیہ، فرقہ اثنا عشریہ، فرقہ اسماعیلیہ اپنے خیالات و نظریات کے ساتھ ظاہر ہوئے"۔[17] مزید لکھتے ہیں:۔

---

15 Al-Zamakhshari, Mahmoud Ibn Amr Ibn Ahmad, (Dar Al-Kitab Al-Arabi – Beirut,1407H), V, 1, P 565 .
16 Shayabani, Ahmad Ibn Hanbal, Musnad,V 38, P 474, Hadith. 23489.
17 Sabahuddin, Abdul Rehman, Syed, Muslimanoon kay Zawal kay Asbab (Majlis-e-Nashriyat-e-Islam, Karachi, 1994), P 22-24.

"ان فرقوں کے ماسوا خوارج، معتزلہ، اباضیہ، نجدات، ازارقہ، صفریہ اور عجاردہ جیسے الگ الگ فرقے بھی وجود میں آئے جنھوں نے آپس میں فروعی مسائل کی بنیاد پر نفرتوں کی ایسی خلیجیں پیدا کیں کہ ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارانہ کرتے۔ اہل سنت والجماعت میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم جیسے عظیم فقہاء پیدا ہوئے جنہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں امت کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا لیکن ان کے پیرو اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے بجائے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہلانے پر فخر کرنے لگے اور ہر ایک خود کو حق پر سمجھتے ہوئے دوسرے کو غلط کہنے لگا۔ یاد رہے کہ معتزلہ، خوارج اور مرجئہ جیسے فرقوں نے مزید کئی شاخوں کو جنم دیا جو بعد میں اپنی الگ شناخت رکھنے والے فرقے بن گئے"[18]

عصر حاضر کی فرقہ واریت جو مسلمانوں کے قلوب میں نفرت کے پہاڑ کھڑے کر چکی ہے ایک طرف تو ماضی کی فرقہ واریت کا تسلسل ہے اور دوسری طرف برصغیر کی فرنگی حکومت کی ایجاد ہے۔ جس نے "آزادی مذہب" کا نعرہ دے کر امت مسلمہ کے وجود کو کھوکھلا بنا دیا، اس حکومت نے فرقہ واریت کی آواز اٹھانے والوں، اسکی حمائیت میں تحریریں لکھنے والوں اور فرقہ وارانہ تقاریر کرنے والوں کی طرح طرح کے انعامات سے نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ انھیں باقاعدہ قانونی تحفظ بھی فراہم کیا۔ یہ کردار ادا کرنے والے چند ضمیر فروش اور غدار لوگ تھے جنھیں علماء سوء کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

منیر احمد نے اپنی کتاب "فرقہ واریت کیا ہے" میں ان علماء سوء اور ان کے مقابلے میں علماء حق کے کردار سے متعلق لکھا ہے:۔

"ان لوگوں (علماء سوء) نے کتاب و سنت کی نئی نئی تعبیرات و تشریحات کے ذریعے نئے نئے فرقے بنا کر انھیں مختلف مذاہب کا نام دے دیا۔ ان کے اس منفی کردار نے علماء حق کو آواز اٹھانے پر مجبور کیا جنھوں نے اپنی تحاریر و تقاریر کے توسط سے غلط تشریحات و تعبیرات کو صحیح معانی پہنائے اور فرقہ واریت کو فرنگی چال قرار دے کر امت کو متحد ہونے کا درس دیا"۔[19]

فرقہ واریت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جوں جوں مسلمان اسلام کی تعلیمات سے دور ہوتے گئے توں توں ان میں کئی دوسری خرابیوں کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت جیسی ایک بڑی خرابی بھی پیدا ہوتی گئی۔ اس خرابی کے سبب ظاہر ہونے والی ذاتی رنجشوں، مخالفتوں اور مخاصمتوں کے نتیجے میں دین کا سہارا لے کر اور اس کا نام استعمال کر کے اپنے پیروکار پیدا کیے گئے۔ جس کا عملی مظاہرہ ہندوستان کی تاریخ میں واضح نظر آتا ہے۔ مناظر احسن گیلانی مسلمانوں کے باہمی تنازعات کی نوعیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے باہمی ذاتی نوعیت کے جھگڑے جو وقت کے ساتھ ساتھ دینی تنازعات کی صورت اختیار کر گئے در حقیقت دین کی صحیح اساس پر قائم نہیں تھے۔ ان تنازعات کی بنیاد یا تو شکم پروری یا پھر مفاد پرستی پر مبنی تھی"[20]

محمد بن احمد مقدسی خراسان کے مسلمانوں کی حالت زار کے پیش نظر لکھتے ہیں :۔

20 Sabah-ud-Din, Abdul Rehman, Muslimanoon kay Zawal kay Asbab, p. 27-28.

[19] Munir Ahmad, Maulana, Firqa Wariat Kia Hay , Kion Hay Aur Iska Sadde bab (Ittehad Ahl al-Sunnah wal Jama'ah, Dun al-Tabba), P 23.

[20] Gilani, Manazer Ahsan, Muslimanoon Ki Firqa Bandion Ka Afsanah(Idarara, Islamiyat, Lahore, 1976) ,P 121.

"خراسان کی تاریخ میں جزارین(قصاب) اور خیاطین (درزی) آپس میں کئی بار لڑے۔ جزارین نے اپنے آپ کو"سنی" جبکہ خیاطین نے اپنے آپ کو"شیعہ" ظاہر کیااور ایک دوسرے سے خوب لڑائیاں کیں" [21]

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ قصابوں اور درزیوں کے جھگڑے ذاتی یاکاروباری نوعیت کے تو ہو سکتے ہیں لیکن دینی نوعیت کے قطعا نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ دین کا علم ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ محض دین کا نام استعمال کرکے باہم جھگڑتے تھے۔
اسی طرح یاقوت حموی حنفی اور شافعی کانام استعمال کرکے مسلمانوں کی باہم لڑائیوں کاذکر کرتے تحریر کرتے ہیں:۔

" قدیم "رے" اور آج کے "طہران" شہر میں ایک وقت میں احناف اور شوافع کو باہم خوب لڑایا گیا۔ یہاں تک کہ برابر کے دیہاتوں اور قصبوں سے اپنی اپنی پارٹی کی حمائت کے لئے جرگے آتے رہتے۔ نتیجتا اتنی خونریزی ہوئی کہ بالآخر "رے"کا اکثر حصہ تباہ وبرباد ہو کر رہ گیا"۔[22]

محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفری احوال کا جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" اسلامی دنیا کے اسفار کے دوران میں نے دیکھا کہ تقریبا ایک ہزار سال سے فقہاء کے اختلافات نے مسلمانوں کو مختلف اور متضاد گروہوں میں تقسیم کررکھاہے۔ اور معمولی معمولی باتوں پر لوگ ایک دوسرے کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے ہیں بلکہ کبھی تو ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا بھی چھوڑ دیتے ہیں اور اس پر بس نہیں بلکہ شخصی معاملات اور ذاتی مفادات کے ساتھ تعلق رکھنے والے مسائل کو بھی فقہی اختلافات کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی اخوت کی چٹان پگھلنے لگتی ہے، خباثت بھرے لڑائی جھگڑے پروان چڑھتے ہیں اور مسلمان آپس میں دست و گریبان رہتے ہیں" ۔[23]

اس تاریخی مطالعے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو مختلف سازشوں کے ذریعے افتراق و انتشار کا شکار کیا گیا، انھیں کئی فرقوں کے نام دے کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا۔ پھر انھیں آپس میں لڑا کر ان کے اتحاد کا شیرازہ بکھیر دیا گیا۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ایسے تمام اقدامات جن سے امت میں افتراق پیدا ہوتا ہو ان سے بچنے کی ہدائت کی گئی ہے کیونکہ یہ افتراق، امت کو اصل مقصد سے ہٹانے کی ایک بہت بڑی اور منظم سازش ہے۔ اس سازش سے دور رہنے کے لئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا :

"وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔"[24]

ترجمہ:"اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا اللہ تمھیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیز گار بنو۔"

[21] Al-Maqdisi, Muhammad ibn Ahmad, , Ahsan al-Taqasim fi Ma'rifat al-Aqalim (Liden, Dar Sadr, Beirut, 1991),V, 1,P 102 .
[22] Al-Hamwi, Yaqut bin Abdullah, Shahab-ud-Din, Mujam Al-Baldan,(Dar Sadir, Beirut ,1995), V 4, P 52.
[23] Tahan, Mustafa Muhammad, Motadil Islami Fikr,(Maktab al-Misbah, Lahore, 2008),P 80.
[24] Al-Quran, 6:159.

مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ امت واحدہ کا تصور ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھیں اور فروعی اختلافات کو اصلی اختلافات کا درجہ دے کر فرقہ واریت کا ہرگز شکار نہ ہوں۔ تاکہ پوری دنیا کے مسلمان دوبارہ ایک قوم بن کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر سکیں، اپنی قوت کا سکہ منواتے ہوئے اپنی علمی قابلیتوں کو امت کی فلاح و بہبود کے لئے بروئے کار لا سکیں۔ مزید برآں مذہبی فرقہ واریت کی بنیاد پر ہونے والے ان تمام نقصانات سے محفوظ رہ سکیں جو پوری امت اسلامیہ کو پیچھے دھکیلنے کا سبب بنتے ہیں۔

5. عصر حاضر کی مذہبی فرقہ واریت کے نقصانات

- **وقت کا ضیاع**

معاصر مذہبی فرقہ واریت کی وجہ سے ایسی غیر ضروری مباحث وجود میں آئی ہیں جن کا دین ومذہب سے دور تک سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ حیات و ممات اور نور و بشر جیسی ان مباحث نے امت کا وقت ضائع کیا اور عامۃ الناس کے قلوب واذہان کو بری طرح الجھا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا مسلمان مذہب کے لحاظ سے منتشر الخیال نظر آتا ہے۔

- **تعمیری فکر کا فقدان**

مذہبی فرقہ واریت کے سبب امت کو ایک بہت بڑا نقصان تعمیری سوچ کے فقدان کی صورت میں اٹھانا پڑا۔ فرقہ پرستی کے نتیجے میں ایسا ذہن تیار ہوا جس نے صرف اپنے مفادات کو مقدم رکھا اور دوسروں کا خیال رکھنا ترک کر دیا۔ اپنے ہی فرقے سے تعلق رکھنے والے کو ترجیح اول میں رکھا جبکہ دوسرے فرقے سے تعلق رکھنے والے اپنے مسلمان بھائی کو سرے سے نظر انداز کر دیا۔ مخالف پر اپنی برتری کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ یہاں تک کہ اس فکر کے نتیجے میں بنیادی احکامات شرع کو تبدیل کرنے سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔

- **ترقی میں رکاوٹ**

فرقہ واریت کی غیر مرئی قوت نے مسلمانوں کو جہاں بالعموم ہر شعبہ زندگی میں ترقی کرنے میں پیچھے رکھا وہاں انھیں بالخصوص سائنسی میدان میں حاصل کردہ عروج میں بھی زوال کا شکار کر دیا۔ غیر مسلم قوتیں فرقہ واریت سے دور رہتے ہوئے مختلف علوم وفنون کے میدانوں میں شبانہ روز محنت کرتی رہیں۔ اور مسلسل مسلمانوں کے سائنسی کام سے بھی مستفید ہوتی رہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم امہ فرقہ وارانہ اختلافات کے سبب مروجہ علوم میں پیچھے رہ گئی اور مغرب نے سائنسی علوم میں اتنی ترقی کر لی کہ آج کا مسلمان ان کو برا بھی کہتا ہے اور چوبیس گھنٹے ان ہی کی ایجادات، ادویات اور دیگر روزمرہ کی سہولیات سے استفادہ بھی کرتا ہے۔ اور اپنی زبان سے یہ بھی کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ غیر مسلموں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔

- **انتشار و افتراق**

فرقہ واریت کے نتیجے میں امت کا اتحاد پارہ پارہ اور جسد کھوکھلا ہو چکا ہے ۔ ڈھانچہ باقی رہ گیا ہے اور روح پرواز کر چکی ہے ۔ اب یہ ڈھانچہ دشمن کے ہاتھوں تباہ وبرباد ہونے کے لئے باقی رہ گیا ہے بلکہ اس ڈھانچے کا کافی حصہ تباہ کیا جا چکا ہے ۔ اسلامی دنیا کے معاصر احوال اس

تباہی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مذہب کے نام پر اگر اس باہمی انتشار و افتراق کو ختم نہ کیا گیا تو امت کا بچا کھچا وجود بھی دشمنان اسلام و مسلمانان کا تر نوالہ بننے کے لئے بالکل تیار کھڑا ہے۔

- **مذہب سے بیزاری**

مذہبی فرقہ وارانہ کشمکش نے معاشرتی ماحول کو انتہائی پراگندہ کرر کھا ہے۔ اس کی وجہ سے اسلام کے ماننے والے ہی اپنے دین سے لاتعلقی کا اظہار کررہے ہیں۔ اس مشکل سے دوچار آج کا مسلمان دین کی غلط تشریحات کی وجہ سے صحیح رہنمائی کھو بیٹھا ہے۔ اور وہ مذہب کے بغیر زندگی گزارنے میں ہی عافیت سمجھ رہا ہے۔ مذہب سے بیزاری کی یہ نوبت بھی فرقہ واریت کی قبیح صورت اختیار کرنے کے نتیجے میں ظاہر ہو رہی ہے۔

- **مالی نقصان**

علمی، فکری، جانی نقصان کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت کا ایک بہت بڑا نقصان مالی نوعیت کا بھی ہے۔ مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے اپنے اپنے فرقے کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے کافی مقدار میں مال خرچ کرتے ہیں۔ اپنے مخالف پر اپنا رعب اور دبدبہ جمانے کے لئے بڑے بڑے جلسے جلوسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ غیر ضروری مواد کی خوب اشاعت کی جاتی ہے اور یوں اسراف و تبذیر کی تمام راہیں کھول دی جاتی ہیں۔

الغرض فرقہ واریت کے بے شمار نقصانات ایسے ہیں جنھیں آجکل امت مسلمہ بھگت رہی ہے۔ آج پوری دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں کو ہی ذلت ورسوائی کا سامنا ہے۔ یہ سب متعصبانہ فرقہ واریت کا نتیجہ ہے۔ اگر آج بھی مسلمان باہم متحد ہو جائیں اور اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام لیں تو تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرا سکتی ہے اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال ہو سکتی ہے۔

6. مذہبی فرقہ واریت کے محرکات

اس میں شک نہیں کہ مذہبی فرقہ واریت اور اس کی پرستش امت مسلمہ کے وجود کو کھوکھلا کرتی ہے۔ اور دشمنان اسلام کو امت کے خلاف اٹھنے، سازشیں کرنے اور اسکی صفوں میں گھسنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ معاصر مذہبی فرقہ واریت بھی درحقیقت 656ھ میں سقوط بغداد کا باعث بننے والی اس فرقہ واریت کی عکاس ہے جس کے نتیجے میں ایک ایسا اندوہناک سانحہ پیش آیا جس نے امت کے قلوب دہلا دیئے۔

اسماعیل بن عمر ابن کثیرؒ اس دردناک واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوتے لکھتے ہیں:۔

"جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا تو اس وقت مسلمان باہم دست و گریبان تھے۔ مناظرہ بازی اور لڑائیوں میں مصروف عمل تھے۔ اس باہمی چپقلش نے مسلمانوں کی طاقت کو ختم کرکے انھیں اتنا کمزور بنا دیا تھا کہ وہ دشمن کا تر نوالہ بن کر رہ

گئے۔ جب دشمن نے حملہ کیا تو اس نے یہ نہیں دیکھا کہ سنی کون ہے اور شیعہ کون، حنفی کون ہے اور شافعی کون، مالکی کون ہے اور حنبلی کون۔ بلا تفریق جو سامنے آیا اسے جنگی آلات کی بھینٹ چڑھادیا"۔[25]

اگر آج بھی مسلمان اپنے فرقے کی حقانیت ثابت کرنے اور دوسرے فرقے کا بطلان ظاہر کرنے میں لگے رہے، آپس میں نفرت انگیز مناظرہ بازی کرتے رہے اور باہم دست و گریبان ہوتے رہے تو انجام سقوط بغداد سے مختلف نہیں ہو گا۔ ایک دفعہ پھر دشمن مسلمانوں کو ایسے کھاجائے گا جیسے بھوکا بھیڑیا اکیلی بکری پر جھپٹ کر اسے آنافانا کھاجاتا ہے۔

تدبر کے نتیجے میں عصر حاضر کی مذہبی فرقہ واریت کے درج ذیل محرکات سامنے آتے ہیں۔

1. عصر حاضر میں امت کے خلاف کی جانے والی فرقہ واریت کی صورت میں سازش کے محرکات میں سے ایک بڑا محرک مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف پیدا کی جانے والی نفرت و کدورت ہے۔ جس کی بنیاد پر مسلمان آپس میں تقسیم ہو کر ایسے الجھاؤ کا شکار ہو گئے ہیں جس کی گتھی تاحال سلجھتی نظر نہیں آتی۔ یہ صرف اور صرف مختلف فرقوں میں بٹ کر اپنا نام مسلمان رکھنے کے بجائے رسمی نام رکھ لینے، پھر قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ کی غلط تشریحات و تعبیرات اور ان سے من پسند نتائج اخذ کر لینے اور پھر ان نتائج کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے کی گنجائش پیدا نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ معاصر منظر نامہ یہ بتا رہا ہے کہ ہر فرقہ اپنے فرقے کی معاونت کرنے کے لئے نصوص شرعیہ کا ہی سہارا لے کر عامۃ الناس کے اذہان و قلوب میں راہ راست سے ہٹی ہوئی توضیحات و توجیہات داخل کر رہا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ دین کا صحیح فہم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت کئی فرقوں میں بٹ کر رہ گئی ہے اور مزید بٹ رہی ہے۔
2. دوسرا بڑا اور اہم محرک منبر و محراب کے مثبت استعمال کا نہ ہونا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مساجد و مدارس دین کے قلعے اور قرآن و حدیث کی تدریس کے انتہائی اہم مراکز ہیں۔ دین کی صحیح اور تفصیلی خدمت کا تصور انھی کے دم سے ہے۔ حفاظ کرام تیار کرنا، امت کی رہنمائی کے لئے علما کرام کی تیاری یہیں سے ممکن ہے۔ ان دینی مراکز میں جہاں ایک طرف علما ربانیین صحیح خطوط پر چلتے ہوئے اہم دینی فرائض سرانجام دے رہے ہیں تو وہاں دوسری طرف کچھ علما سوء جو خود دین کا مکمل تصور اور اسکی روح کو سمجھنے سے قاصر ہیں وہ دوسروں کو دین سمجھا رہے ہیں۔ اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ سادہ لوح مسلمان گمراہ ہو کر اور فرقہ واریت کا شکار ہو کر گمراہی و ضلالت کی گہری دلدل میں گر رہے ہیں۔
3. تیسرا اہم محرک عام مسلمانوں کا دینی امور میں تحقیق و تدقیق سے کام نہ لینا ہے۔ کیونکہ وہ جو سنتے ہیں، جتنا سنتے ہیں، اسے ہی من و عن تسلیم کرتے چلے جاتے ہیں۔ دین کے نام پر کہی جانے والی ہر بات خواہ وہ صحیح ہو یا غلط اسے حرف آخر سمجھ کر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ معاملہ مشکوک ہونے پر اہل علم (علما ربانیین) سے رجوع تک نہیں کرتے۔ یہ صورتحال دینی معاملات میں عدم دلچسپی اور بے ذوقی کا پتہ دیتی ہے۔ بس یوں جب عام مسلمان اپنے فرقے کی مدح اور مخالف فرقے کی مذمت میں چند کلمات سنتا

25 Ibn Katheer, Isma'il Ibn Umar, Abu Al-Fida'a, Al_Bidayah, Wa Al- Nihaya (Dar-e-Ahyaa Al-Tarath Al-Arabi, 1988), V 13, P 233- 237 .

ہے تو بغیر سوچے سمجھے داد دیتے ہوئے اپنے جذبات کا مختلف انداز سے اظہار کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسے نہ صرف فرقہ واریت بلکہ فرقہ پرستی کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔

4. چوتھا بڑا محرک اتحاد و اتفاق کے موضوع پر لیکچرز کا منظم انداز سے نہ ہونا ہے جو فرقہ واریت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیونکہ اہم شخصیات کی گفتگو سے عامۃ الناس کا متاثر ہونا ایک لازمی امر ہے۔ جب اتحاد و اتفاق پر گفتگو کا اہتمام نہیں کیا جائے گا تو لا محالہ طور پر شعور کا فقدان پیدا ہو گا جس کے نتیجے میں عوام کی صحیح سمت متعین نہیں ہو پائے گی اور یوں فرقہ واریت جیسی خرابیوں کو معاشرے میں پنپنے کا موقع ملے گا۔
5. پانچواں بنیادی سبب ہٹ دھرمی، ضد، عناد، مفاد پرستی اور ٹھوس دلائل کو توڑ کر اپنی مرضی کا مفہوم نکالنا بھی فرقہ واریت کا ایک بڑا سبب ہے۔ ظنی نصوص شرعیہ میں بے شک اجتہاد کی گنجائش ہے لیکن انکی غلط تعبیر کر کے اپنے من پسند معانی مراد لینے کی اجازت ہرگز نہیں۔

اختر امام عادل قاسمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی معاملے میں اختلاف کرتے تو ٹھوس دلیل معلوم ہونے کے بعد سکوت اختیار کرتے اور اسے حق تسلیم کرتے ہوئے فوراً اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہو جایا کرتے تھے"۔[26]

موجودہ حالات کے تناظر میں حیرت کی بات یہ ہے کہ اپنے فرقے کی حمائت کے لئے ٹھوس دلائل معلوم ہونے کے باوجود بھی اپنی مرضی و منشا کے مطابق مفاہیم نکال لئے جاتے ہیں۔ اور بہر صورت اپنے ہی فرقے کو حق پر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے۔ یہ صورت حال نہ صرف دین کے لئے بلکہ مسلمانوں کی سالمیت کے لئے بھی انتہائی خطرناک ہے۔

6. چھٹا محرک حسد، بغض اور کینہ جیسی اخلاقی بیماریاں بھی فرقہ واریت کا ایک اہم سبب ہیں۔ شعور کی کمی کی وجہ سے جب ایک شخص کسی دوسرے کی مذہبی پزیرائی اور عزت و احترام کو دیکھتا ہے تو وہ بھی خود کو کسی بڑے منصب پر دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ اپنی پارٹی، جماعت یا فرقے کا سہارا لیتا ہے۔ جب وہ سمجھتا ہے کہ چند پیروکار اس کے گرد اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اسکی بات سنتے اور مانتے ہیں تو وہ الگ سے ایک فرقہ بنالیتا ہے اور امت کو تقسیم کرنے کے ناپسندیدہ کام کو سرانجام دیتا ہے۔
7. ساتواں محرک اصل کو فرع جبکہ فرع کو اصل کا درجہ دے کر پیش کرنا، فرائض کی بجائے نوافل پر زیادہ ترکیز کرنا، مستحبات پر زیادہ زور دے کر انھیں واجبات کے دائرے میں داخل کرنا اور پھر اسے اپنی پہچان بنا کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لینا بھی فرقہ واریت کے مختلف کردار ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ فرقہ بنانے میں پس پردہ کئی ذاتی مفادات جیسے شکم پروری، عہدے کا لالچ وغیرہ بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ یہ ہیں وہ تمام وجوہات جن کی بنا پر فرقہ بندی وجود میں آتی ہے اور امت تقسیم ہو کر رہ جاتی ہے۔
8. آٹھواں بڑا محرک دین و دنیا میں تصور تفریق بھی فرقہ واریت کو پروان چڑھاتا ہے۔ کچھ کم علم اور صحیح دینی روح کو سمجھنے سے محروم لوگ اپنے اوپر دین کا لیبل لگا کر جبکہ عام لوگوں کو دنیا دار کہہ کر انکے خلاف نفرت پیدا کرتے ہیں۔ نہ خود انکے قریب جاتے ہیں

---

[26] Qasmi, Akhtar Imam Adil, Mansab Sahaba R.A(Rabbani University, Samasti Bharpur, India, 1409 H), P. 74-76.

اور نہ انھیں اپنے قریب آنے دیتے ہیں۔ الگ سے اپنا ایک حصار بنا کر اسے اپنی پہچان کا نام دے دیتے ہیں۔ پھر اس حصار کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے خود ساختہ دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں، یہاں تک کہ ٹھوس اور قطعی دلائل کو توڑ کر پیش کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ کیونکہ وہ جائز یا ناجائز ہر صورت میں اپنے حصار کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں۔ نتیجتاً وہ اپنے اس حصار کو کسی فرقے کا نام دے کر امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں۔

9. نواں محرک حکومت وقت کی طرف سے نئے فرقوں کی تشکیل سے متعلق مناسب قانون سازی کا نہ ہونا ہے۔ نتیجتاً جو شخص جب چاہتا ہے اپنا الگ سے ایک فرقہ بنا کھڑا کرتا ہے کیونکہ اسے اس حوالے سے کسی قانون کو اپنانے کی سرے سے ضرورت ہی پیش نہیں آتی اور نہ کسی سے اجازت لینے کی زحمت گوارا کرنا پڑتی ہے۔ اور یوں وہ اپنے خود ساختہ نظریات کی بنیاد پر کچھ پیروکار جمع کرنے میں کامیاب ہو کر امت کو مزید ایک ٹکڑے میں تقسیم کر دیتا ہے۔

لہٰذا مذہبی فرقہ واریت کے نام پر پیدا کیے جانے والے افتراق و انتشار، نفرتوں اور کدورتوں کا تدارک مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ تاکہ آپس کی غیر ضروری مخالفتوں اور دشمنیوں کو انجام تک پہنچایا جاسکے۔

7. معاصر مذہبی فرقہ واریت کا ممکنہ تدارک:

عصر حاضر کی مذہبی فرقہ واریت کا تدارک حسب ذیل نکات کی رہنمائی میں ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

1. باہمی نفرت اور کدورت پر مبنی قبیح فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کی آیات پر عمیق نظری سے تدبر کیا جائے اور ان کا صحیح فہم حاصل کر کے اجتماعی احترام کا شعور پیدا کیا جائے۔ قرآنی آیات پر مسلسل غور و فکر کے ذریعے اتحاد امت کے تصور کو اجاگر کیا جائے اور ہر ایسے فعل سے اجتناب کیا جائے جو نفرت انگیز ہو۔
2. فرقہ واریت سے باز رکھنے والے مواد پر مشتمل فرامین رسول ﷺ کی جدید ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اشاعت کی جائے۔ اور اس مواد کو اتنا عام کیا جائے کہ ہر خاص و عام کی ذہن سازی ممکن ہو جائے۔ کیونکہ یہ امت مسلمہ کے ہر فرد کی اصل ذمہ داری ہے۔
3. ٹھوس ریاستی اقدامات کے ذریعے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے مناسب قانون سازی کی جائے۔ ریاست کی سرپرستی میں علماء ربانیین پر مشتمل تحقیقی کمیٹی تشکیل دے کر معاصر مذہبی فرقوں کی تحقیق کروائی جائے۔ باہم نفرتیں پھیلانے والے، دین کا صحیح تصور پیش نہ کرنے والے اور امت کو انتشار کا شکار کرنے والے تمام فرقوں پر پابندی کا قانون بنایا جائے۔ اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے مل کر رہنے کی تلقین کی جائے۔
4. حکومتی سرپرستی میں الیکٹرانک میڈیا کو استعمال میں لاتے ہوئے اتحاد پر مبنی لیکچرز کا خاص اہتمام کیا جائے۔ جبکہ پرنٹ میڈیا کو استعمال میں لاتے ہوئے مبنی بر وحدت کالمز اور خصوصی فیچرز شائع کیے جائیں تاکہ فرقوں میں بٹے مسلمانوں میں باہم مل جل کر زندگی گزارنے کا شعور پیدا ہو سکے۔
5. علماء ربانیین مسلمانوں کی بطور امت واحدہ رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیں۔ ایک ایسا پلیٹ فارم ترتیب دیں جہاں تمام فرقوں کے محقق علماء اکٹھے ہو کر اتحاد و اتفاق پر مبنی ایسے بیانات دیں جو مسلمانوں کے اختلافات اور نفرتیں ختم کرنے کا باعث بنیں تاکہ مذہبی فرقہ واریت جیسے درپیش چیلنج سے نمٹا جاسکے۔

6. دین کے صحیح فہم پر مشتمل لٹریچر شائع کر کے تقسیم کیا جائے تاکہ علم کو فروغ حاصل ہو اور معاشرے کا ہر خاص و عام دینی حقائق سے خاطر خواہ آگہی حاصل کر کے فرض، واجب، حرام، مکروہ، مستحب اور مباح کے اصلی فرق سے آشنا ہو سکے تاکہ ان شرعی اصطلاحات کی بنا پر کیا جانے والا اختلاف ختم ہو سکے۔ اور کسی بڑے فتنے کا سبب بنے بغیر باہمی نفرتوں کی الجھی ہوئی گتھی سلجھ سکے۔
7. فروعی اختلافات کی نوعیت کو سمجھتے ہوئے اصولوں پر اتفاق کو دیکھا جائے۔ جہاں یہ اتفاق نظر آئے اس کو معاشرے کے سامنے پیش کیا جائے۔ لوگوں میں باہم برداشت کا جذبہ اجاگر کیا جائے، کیونکہ اسی میں امت مسلمہ کی ترقی پنہاں ہے جیسا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک — ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک — کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں — کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں۔"[27]

8. برداشت کا کلچر عام کرنے کے ساتھ ساتھ اخوت اسلامیہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے مساجد میں ایک دوسرے کے داخلے پر پابندی عائد نہ کی جائے۔ بلکہ یہ شعور پیدا کیا جائے کہ ایک فرقے سے تعلق رکھنے والا فرد جہاں خود کو مسلمان سمجھتا ہے، وہ دوسرے فرقے سے تعلق رکھنے والے شخص کو بھی مسلمان سمجھے۔ مسجد یا خانقاہ میں کسی دوسرے فرقے سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو ناپاک خیال کرنا دراصل دین سے دوری اور جاہلیت پر مبنی بات ہے۔
9. ایک دوسرے کے اکابرین، علماء و زعماء کا احترام کیا جائے اور ان کے لئے بازاری زبان کے استعمال سے گریز کیا جائے، کیونکہ عدم احترام اور سب و شتم سے لڑائی اور فتنے کا ایسا آغاز ہوتا ہے جو معاشرے کو نفرت کی آگ میں جھلس دیتا ہے۔
10. ہر مسلمان فرقہ کسی بھی دوسرے مسلمان فرقے کے لٹریچر کا غیر متعصبانہ مطالعہ کرے۔ اگر کوئی خلاف دین یا قابل اعتراض بات سامنے آئے تو اسے محقق علماء ربانیین کے سامنے پیش کیا جائے۔ تشفی و اطمینان نہ ہونے کی صورت میں اس لٹریچر کے لکھنے والے سے اس قابل اعتراض نکتے کو لٹریچر سے محو کرنے کا کہا جائے۔ تاکہ فتنہ کھڑا ہونے سے پہلے ہی مناسب سد باب ممکن ہو سکے۔
11. اندھی تقلید کے بجائے ٹھوس دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے۔ محض آئمہ کے اقوال سے حتمی نتائج نکال لینا تعلیمات دین کے قطعی منافی ہے۔ کیونکہ خود آئمہ نے اپنے متبعین کو دین کی اصل روح پر عمل کرنے کی نصیحت کی ہے۔
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ولا يجوز لأحد أن يفتي على رأينا حتى يعرف مصدر قولنا ۔"[28]

---

[27] Allama, Mohammad Iqbal, Kaliat Iqbal, (Bang Dara), (Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 1990), P. 214.

[28] Ibn 'Abd al-Barr, Abu' Amr ibn Yusuf, Hafiz, Al Intiqa Fi Fadaial Al Aimmah Al Salash Al Fuqaha (printed in 1417H), P. 183.-183

ترجمہ: "کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول کے مطابق فتوی دے۔ جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"اذا صح الحدیث خلاف قولی فأعملوا بالحدیث واترکوا قولی۔" [29]

ترجمہ: "جب میری کسی بات کے مقابل صحیح حدیث آجائے تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو چھوڑ دو"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوریؒ و خذ من حیث اخذوا۔"[30]

ترجمہ: "نہ میری تقلید کرو اور نہ مالک، شافعی، اوزاعی اور ثوری جیسے (آئمہ) کی تقلید کرو بلکہ جہاں سے انھوں نے دین لیا ہے تم بھی وہاں (کتاب و سنت) سے دین حاصل کرو"۔

درحقیقت معاصر مذہبی فرقہ واریت ایک ایسا زہر ہے جو نہ صرف امت مسلمہ کے اجتماعی وجود کے لئے خطرناک ہے بلکہ انفرادی طور پر ہر فرد کے لئے بھی بہت خطرناک ہے۔ اس زہر کا قلعہ قمع کرنے کے لئے ٹھوس ریاستی اقدامات انتہائی ناگزیر ہیں۔ ان اقدامات میں عدل و انصاف پر مبنی تمام فرقوں کے لئے مناسب قانون سازی ترجیح اول میں ہونی چاہیئے۔ قانون سازی کرتے وقت امت واحدہ کا وسیع تر تصور رکھنے والے جید علماء کرام کو اعتماد میں لیا جائے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس ضمن میں بنائے گئے کسی بھی قانون پر عمل نہ صرف مشکل ہو گا بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ اب ریاست اور علماء پر مشتمل اس فورم کی وساطت سے عصر حاضر کے مؤثر جدید وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے عام مسلمانوں میں اجتماعیت کا شعور پیدا کرنے کی بھرپور سعی کرنی چاہیئے۔ اگر بروقت یہ اقدام نہ کیا گیا تو نفرت اور دشمنی کی صورت میں موجود قبیح مذہبی فرقہ واریت کا ناسور امت کے تمام وجود کو مکمل طور پر تباہ کر دے گا۔ اس لئے اس ناسور کے تدارک اور امت کو بچانے کے لئے ہر مسلم ملک میں ٹھوس ریاستی اقدامات انتہائی ناگزیر ہیں۔

8. نتائج تحقیق

امت میں فروعی اختلافات کا پایا جانا قابل مذمت نہیں کیونکہ یہ اختلافات ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے لیکن ان اختلافات کی بنا پر کی جانے والی بحثوں کو طول دے کر انھیں اصولی اختلافات کا درجہ دینا اور انانیت کا مسئلہ بنا کر دوسروں کے دلائل کو یکسر نظر انداز کر دینا نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ انتہائی قبیح عمل ہے۔ جسکا نتیجہ بالآخر افتراق و انتشار کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔ عصر حاضر میں اگر مثبت سوچ پیدا کرکے اسلامی تعلیمات کی صحیح تعبیر و تشریح کرتے ہوئے، افراط و تفریط سے اجتناب کرتے ہوئے اور دوسروں کو برداشت کرتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر امت کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کی جائے تو بلاشک مذہبی فرقہ واریت کا نہ صرف تدارک ممکن ہے بلکہ اس نام سے

[29] Al-Nawawi, Yahya ibn Sharaf, Al-Majmoo 'Sharh al-Madhhab(Dar al-Fikr, Beirut), V 1,P 63.
[30] Al-Omari, Saleh Ibn Muhammad, Iqaz Ham Owli Al-Absar(Dar al-Fikr1418 H), P 297.

پیدا کی جانے والی تمام عصبیتوں کا سد باب بھی کیا جاسکتا ہے۔نہ صرف نفرتوں کو ختم کیا جاسکتا ہے بلکہ مسلم امہ کو جسد واحد کی طرح بنا کر محبتوں کو جنم دیا جاسکتا ہے۔اور یوں امت کا اتحاد دوبارہ بحال کر کے اسے بنیان مرصوص بنایا جاسکتا ہے۔اس پاکیزہ مقصد کے حصول کے لئے ایسا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے کہ جس سے مسلم امہ شیطان کے راستے فرقہ واریت پر چلنے کی بجائے رحمان کے راستے اجتماعیت پر قائم رہے اور آپس کے تمام اختلافات بھلا کر باہم متحد ہو جائے۔اس کردار کو ایک طرف مسجد کے منبر و محراب سے انتہائی مؤثر طریقے سے ادا کیا جاسکتا ہے۔اس لئے خطباءعامۃ الناس کے سامنے ایسی تقاریر پیش کریں جو فرقہ واریت کے خاتمے اور اتحاد امت پر مبنی ہوں،دوسروں کی مخالفت کی بجائے باہمی محبت پر مشتمل ہوں۔ان کی ذمہ داری ہے کہ زہریلے الفاظ استعمال کرنے کے بجائے میٹھے،نرم اور مؤدبانہ الفاظ استعمال کر کے اتفاق کا درس دیں۔ دوسری طرف ریاست علماء کا تعاون حاصل کر کے اتحاد امت کا ماحول پیدا کرتے ہوئے اجتماعی سیمینارز کا انعقاد کرے جن میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کو شرکت کا موقع فراہم کرے۔ جدید تقاضوں کے پیش نظر ہر نوع کے میڈیا کے مثبت استعمال کا شعور پیدا کیا جائے۔کیونکہ فرقہ واریت کے ذریعے اجتماعیت کو توڑنے کی بجائے اسے اتحاد اتفاق کے ذریعے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ امت کی اصل ہے جس کی طرف آج لوٹ آنے کی ضرورت ہے اور یہی وہ بھولا ہوا سبق ہے جسے دوبارہ یاد کرنا از حد ضروری ہے۔تا کہ مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال ہو سکے۔

9. تجاویز و سفارشات

حالات میں خواہ جتنی بھی سنگینی دیکھنے میں آئے بالآخر اس میں تغیر واقع ہو ہی جاتا ہے۔اللہ تعالی نے انسان کو جو فکر عطا فرمائی ہے اس میں کافی لچک رکھی ہے۔اگر ایک بگڑا ہوا انسان اپنی فکر میں تبدیلی لانا چاہے تو وہ بآسانی تبدیلی لا سکتا ہے اور بگاڑ کے بجائے سدھار کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔آج کا مسلمان ذیل کی سطور میں موجود تجاویز پر عمل پیرا ہو کر موجودہ قبیح مذہبی فرقہ واریت سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔درج ذیل تجاویز و سفارشات پر عملی اقدامات سے فرقہ واریت سے مکمل نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔اور تمام مسلمانوں کو دوبارہ ایک امت بنایا جاسکتا ہے۔

1. متنازع اور تنقیدی گفتگو کی بجائے مثبت اور اصلاحی اسلوبِ گفتگو اختیار کیا جائے۔
2. اسلامی تعلیمات کی صحیح تعبیر و تشریح کی جائے اور ان سے من پسند نتائج اخذ کرنے سے گریز کیا جائے۔
3. ہنگامی تنازعات کے خاتمے کے لئے سرکاری سطح تمام مکاتبِ فکر کے علماء پر مستقل مصالحتی کمیشن قائم کیا جائے۔
4. بین المسالک مشترکہ سیمینارز منعقد کیے جائیں تا کہ مختلف فرقے ایک دوسرے کو بخوبی سمجھ کر غلط فہمیاں دور کر سکیں۔
5. مختلف فرقوں کے مشترک پہلو تلاش کر کے باہمی اخوت و اتحاد کو فروغ دیا جائے اور تمام تر اختلافات کا خاتمہ کیا جائے۔
6. علماء کے لئے جدید عصری تعلیم کا اہتمام کیا جائے تا کہ مناظرانہ اور مجادلانہ طرزِ عمل کا خاتمہ ہو اور اصلاح کی طرف توجہ ہو۔
7. سوشل میڈیا کے ذریعے اشتعال انگیز مواد کی اشاعت روکی جائے اور اس کے متبادل اتحاد امت پر مبنی مواد کو عام کیا جائے۔
8. ریاست اور علماء کے تعاون سے ایک مشترکہ بورڈ تشکیل دیا جائے جو ہر شائع ہونے والے فرقہ وارانہ لٹریچر کی کڑی نگرانی کرے۔اگر اس میں تعصب،مخالفت اور نفرت پر مبنی مواد موجود ہو تو اس کی اشاعت کو جرم قرار دیا جائے۔